© rasailojaraid.com

ابراہیم ناجی — بحیثیت شاعر

جناب ابوسفیان اصلاحی ۔ شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس میں دو رائے نہیں کہ اس نے قصیدہ "العودۃ" میں بہت سی چیزوں کو ایک نئے طرز پر بیان کیا۔ یہ قصیدہ پہلے "اپولو" میں پھر "الرسالۃ" اور "مصر" میں شائع ہوا اس کے بعد کئی ایک رسائل نے اسے نقل کیا۔ یہ قصیدہ اس کے پہلے دیوان "وراء الغمام" میں موجود ہے جو ۱۹۳۴ء میں منظر عام پر آیا۔[1] "العودۃ" کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے اس کے چند اشعار یہاں اور نقل کئے جا رہے ہیں:

لم عدنا او لم نطو الغرام — وفرغنا من حنین و الم

ورضینا بسکون وسلام — وانتهینا لفراغ کالعدم

ایها الوکر اذا طار الالیف — لا یری الآخر معنی للسماء

ویری الایام صفرا کالخریف — نائحات کریاح الصحراء

آه مما صنع الدهر بنا — او هذا الطلل العابس انا

والخیال المطرق الراس انا — شد ما بتنا علی الضنک وبتا[2]

۱۔ الشعر والتجدید، ص ۷۲ ـ ۷۳۔

۲۔ مختارات من الشعر الحدیث ص ۷۶۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز ترقی پسند شعرا کی شاعری پڑھنے کے بعد کیا۔ [illegible] سے خلیل مطران کی شاعری بہت پسند تھی۔ خلیل مطران کے وہ اشعار جن میں جوش و اشتعال تھا اس نے زیادہ تر انھیں ازبر کر لیا۔ اس کے وجدانی اشعار بہت بھانے لگے۔ [illegible] یہیں سے اس کا ذہن مغربی ادب کی طرف مائل ہوا۔ کیونکہ مطران نے مغربی ادب سے استفادہ کیا۔ رومانی شعرا کی طرف اس کا رجحان مغربی ادب کے مطالعہ سے ہوا[۲] ابراہیم اپنے استاذ خلیل مطران کی شاعری جیسی کیفیات اس کے یہاں بھی موجود ہیں۔ اس نے سماج اور بنی نوع انسان سے قطع نظر زیادہ تر اپنی پریشانیوں کی تصویر کشی [illegible] ہے[۳]

اس کا اپنی ذات سے بڑا ہی گہرا تعلق رہا ہے کیونکہ اس نے مغرب کے روحانی [illegible] مطالعہ کیا تھا۔ اس کے ذہن و قلب پر حسن و محبت کا پرتو تھا۔ اس کا [illegible] اور نظریں حسن و جمال پر ٹکی رہتیں۔ اس کے تمام اشعار میں وجدانی [illegible] ہے۔ فرانسیسی شاعری سے متاثر ہونے والے عربی شعرا میں ناجی اور علی [illegible] معتبر اور [illegible] شمار میں۔ ناجی نے شاعری میں اپنی ذات اور احساسات [illegible] اس کا دل محبت کا طلب گار ہے۔ وہ شکست خوردہ و افسردہ ہو چکا [illegible] سے محبت و صداقت اور معاشرتی تعلقات سے رشتہ استوار کرنا چاہتے

[illegible] میں ناجی انفرادیت کا حامل ہے۔ اس کا اپنا ایک نظریہ اور ایک

[illegible] الخشب ۔ تاریخ الادب العربی فی العصر الحاضر ۔ الہیئۃ المصریہ

[illegible] ۲۰۳

[illegible] فی مصر ص ۷ [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موقف ہے۔ رومانی لٹریچر پر اس کی بڑی گہری گرفت ہے۔ یہی چیزیں اس کے اندر گھر کر گئیں۔ اس نے رومانی تحریک کو نہ صرف پسند کیا بلکہ ہر آن اسے آگے بڑھانے کی فکر دامنگیر رہی۔ یہی اسباب ہیں کہ یہ پہلو اس کے یہاں نمایاں ہے۔ اس کے جذبات اور وجدانی کیفیت بڑی واضح شکل میں نظر آتے ہیں۔ ایک مجروح اور زخم خوردہ شاعر ہونے کی وجہ سے اس کی آواز میں رقت آگئی (۱)

کچھ لوگوں نے ناجی پر یہ اعتراض کیا کہ اس نے شاعری کے فن اور اصولوں کو نہیں برتا۔ انگریزی زبان سے اسے واقفیت تھی اور انگریزی شعراء کے افکار کو منتقل کرنے کی کوشش بھی کی لیکن اس میں ناکام رہا۔ اس کے یہاں قدیم اسلوب ہے۔ میرے خیال میں یہ اعتراض قابل قبول نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ قدامت پسند ادیبوں اور ناقدین نے ناجی اور اس دور کے نوجوان شعراء پر یہ اعتراضات صرف اس لیے کیے کہ انھیں جدیدیت سے چڑ تھی (۲) حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ دونوں ہی بات درست نہیں۔ کیونکہ بیسویں صدی میں دو ہی اسکول جدید شاعری کے نمائندہ ہیں۔ انھیں کے یہاں جدید شاعری اور حقیقی شاعری کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ ایک مکتب فکر سے تعلق شکری، عقاد اور مازنی کا ہے اور دوسرے سے مطران، ابو شادی اور ناجی کا ہے ان دونوں کی زبان پر ضعف و نقاہت کا الزام عائد کیا گیا۔ جدید شاعری سے بیر یا بغض و عناد ر استاذ علی الجارم کو

---

(۱) الادب العربی المعاصر فی مصر ص ۱۴۳

(۲) [illegible] وقت [illegible] عربی ادب کی شاعری کا بہت بڑا حصہ عربی میں منتقل ہو چکا تھا۔ ملاحظہ ہو ماہر حسن فہمی۔ حرکۃ البعث فی الشعر العربی الحدیث

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے جنہیں قدیم شاعری سے بھی کم شکایات نہ تھیں۔ انھوں نے قدیم شاعر عزیز اباظ کو بھی اپنی بے جا تنقید کا نشانہ بنایا۔ (۱)

شوقی کو جدید شاعری کا بانی کہا جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جدید شاعری کو نافذ کرنے میں شوقی کی سعی و کوشش شامل ہے۔ لیکن یہ جدید شاعری کے تمام تقاضے اس کے یہاں پورے نہیں ہوئے۔ کیونکہ شوقی کا عوام سے رابطہ بہت کم رہا اس کی تمام عمر سرکاری عہدوں پر گزری۔ خدیو عباس ثانی (۱۹۱۴ء - ۱۸۹۲ء) کا درباری شاعر تھا۔ محلات میں رہنے کے بعد حالات کا صحیح اندازہ نہیں ہو پاتا (۲)۔ اس کے بعد ایک ایسی نسل پروان چڑھی جو شاعری پر بہت زیادہ اثر انداز ہوئی۔ اس قبیل سے تعلق رکھنے والے شاعروں میں ڈاکٹر ابو شادی اور ابراہیم ناجی کے نام سرفہرست ہیں۔ جدید شعراء میں ان دونوں نے سب سے زیادہ اشعار کہے۔ (۳) ابراہیم ناجی پر قدامت کا الزام لگانا سراسر بے بنیاد ہے۔ وہ جدید دور کے تقاضوں سے بخوبی واقف تھا وہ اس راز سے آگاہ تھا کہ روایتی شاعری اور قدیم اسالیب نئی نسل پر موثر ثابت نہیں ہو سکتے زمانے کے ساتھ ساتھ افکار اور اسالیب میں تبدیلی آنا ضروری ہے۔

ابراہیم ناجی کی شاعری میں عورت کا مقام :-

یہ بات پچھلے صفحات میں بتائی جا چکی ہے کہ ابراہیم ناجی حسن و جمال کا شیدائی

---

(۱) ... مندور۔ قضایا جدیدۃ فی ادبنا الحدیث۔ دار الآداب بیروت۔ ص ۲۸-۴۷

(۲) The Modern History of the Egypt ص ۲۲۸ -

(۳) ... بین الشعراء ص ۲۷۶ نیز دیکھیے حد شعراء مصر و بیئاتہم ص ...

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھا۔ اس کی نظریں حسن کی متلاشی تھیں۔ صنف نازک کو اس نے حسن کا منبع و مصدر قرار دیا۔ عورت سے محبت کرنا اس کے یہاں عبادت کے درجہ میں ہے۔ اس نے اس کے محاسن و خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ اس کا وجود اس کے نزدیک طہارت و پاکیزگی کے مترادف ہے۔ اس کا خیال ہے کہ عورت شاعری کی قوتِ احساس کو توانائی اور اس کے ذہن و قلب کو حسن و جمال کے عناصر سے بھر دیتی ہے، اس کا دل فحاشیوں اور وسوسوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ ابراہیم ناجی اسے جنس اور شہوت کے نقطۂ نظر سے نہیں دیکھتا جس طرح کہ عورت علی محمود طٰہ کے یہاں بازارِ حسن کی رونق بن کر رہ گئی ہے۔

اس کی غزلیں اموی دور کے ان غزل گو شعراء کے مانند ہیں جن کے یہاں پاکدامی، پاکبازی اور شرافت ملتی ہے۔ انھوں نے صنف نازک سے نسبت کو حرام تصور کیا۔ انھوں نے ان کے صفات و خصائل پر ضرور اظہار خیال کیا لیکن ان کے جذبات و احساسات جنسیت سے یکسر مبرا ہیں۔ ان کے یہاں اختلاط حرام ہے۔ ناجی کی شاعری کا بیشتر حصّہ صنف نازک کی توصیف پر مبنی ہے۔ اس کے جذبات گندے وسوسوں سے پاک و صاف ہیں۔ وہ کہتا ہے۔ (۱)

قدمت قربانی الیک بقیه ۔۔۔ من مهجة ضاعت على الاحباب

والغوت جوهرها فداء نواظر ۔۔۔ قدسية علوية المحراب (۲)

ایک دوسری جگہ کہتا ہے۔

لذعتني دمعة تلفع خدّى ۔۔۔ بنعتني من ظلال ليس يجدى

---

(۱) المجمع العلق الہندی ص ۳۸

(۲) وراء الغمام (۱) الجزء الجمع العلق الہندی ص ۳۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واختفت تلک الروی عن ناظری   وطواها الغیب فی سمری بزد
وتغنت فلا آنست ولا   جنة الخلد ولا الميان سعد
والهوی غارق فی محنتی   وبلائی اقطع الایام وحدی (1)

ایک تیسری جگہ ۔

آه لو ترجع الدموع لعینی   جف دمعی فلست ابکی حبیبا

ناجی کے یہاں اس طرح کے اور اشعار بھی ہیں جس میں اس نے عورت کے تقدس بیان کرنے میں قوت احساس سے کام لیا۔ علی محمود طٰہٰ کے جو خیالات عورتوں کے باب میں ہیں وہ اس کا بہت مخالف تھا۔ یہ بات واضح ہے کہ اس نے عورت کو شہوت کے نقطۂ نظر سے دیکھا ہے اور اسے عارضی شے تصور کیا اس کے یہاں عورت کا کوئی مقام نہیں۔ وہ یورپ جا کر لڑکیوں سے ملنے کے لیے گھوما کرتا اس طرح دونوں کے نظریات میں واضح فرق ہے۔ علی محمود طٰہٰ کے دواوین میں زیادہ تر کیف و سرود اور حسن و عشق کی باتیں ملتی ہیں۔ اس نے عورتوں سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی پریشانیوں اور ناامیدی کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ (2)

انکرتنی بی ناری عشیته لامستنی   شفتای منک انامل العناب
وجرت یمینی فی غزیر حالک   مسترسل کالجدول المنساب
وسالت ما صحتی وما اطرافتی   وعلام ظلت حیرة المرتاب
اقبل اذ قنی ما القین وهاته   حلواً من الالام والاوصاب
اقبل لا قسم فی حیاتی مرة   ان الذی اسقاه لیعن بصاب

---

(1) ایضاً ص ۸ مطبوعہ التعاون ۱۹۳۲ء بحوالہ المجمع العلمی الہندی
(2) وادی الغمام ص ۸ بحوالہ المجمع العلمی الہندی ص ۳۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیغی ھذا الیقین وطعمہ   ویفنی ونکدینی شعی شرابہ(۱)

اس طرح کی شاعری میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس نے عورتوں کو بڑی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا اور ان پر نظر عنایت کی۔ اسے شریف النفس اور عالی ظرف قرار دیا۔ قصیدہ "قلب راقعۃ" میں اس نے صنف نازک کے متعلق اپنے نظریات کو پیش کیا۔ اپنا ایک حقیقی واقعہ پیش کرتے کہا کہ ایک بار ایک رقص گاہ میں گیا۔ جہاں اس نے ایک ایسی رقاصہ کو دیکھا جس سے ناظرین لطف اندوز ہو رہے تھے، اور وہ رنج وغم سے بارگراں ہوتے ہوئے رقص کر رہی تھی۔ عوام اس کے چاروں طرف خوش ہو رہے تھے۔ اس کے بارے میں کہتا ہے کہ اس کے پاس ایک صبر کی آگ تھی اور دوسرے رنج وغم کی آگ۔ اس نے اس کو اس کی پاکیزگی اور صفت سے تعبیر کیا۔ (۲)

لبالی صدر رحیب وساعد   حبیب ورکن فی الصوری غیر منھد
بنفسی ھذا السعر والخصل التی   مھارت علی بحر من العاج منفرد(۳)

ایک دوسرے قصیدے میں کہتا ہے۔

وما راع قلبی منک الا فراشۃ   من الدمع حامت فوق عرش البرد
بھا مثل ما لی یا حبیبی وسیدی   من الشجن القتال والظلماء المردی
لقد اقفر المحراب من صلواتہ   فلیس بہ من شاعر ساحر سعدی
کان طیوف الرعب والبین موشک   وموجھم الآلام والوجد فی حشد

---

(۱) ۔ ایضاً ص ۸۱ ۔ ۸۲ بحوالہ المجمع العلمی الہندی ۔ ص ۳۸

(۲) والغمام ص ۸۱ ۔ ۸۲ بحوالہ المجمع العلمی الہندی ۸/ ۳۹

(۳) ایضاً ص ۸۱ ایضاً ۸/ ۴۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ومضطرب الانفاس والضيق جاثم ومشتبك التجری ومختنق الیدی
وراکب خرمن فی جحیم مرسد بغیر رجاء فی سلام ولا ابد (۱)

اس کے اشعار سے یہ بات واضح ہے کہ ابراہیم ناجی امری ہد ری کے پاکدامن شعراء سے بہت قریب ہے۔ وہ محبت میں صرف مصائب، ذوق وشوق اور سچے جذبات کا قائل تھا۔ اس لیے یہاں مختلف ومتعدد عورتوں کا ذکر نہیں ملے گا۔ البتہ اس نے عموماً طرز پر کچھ عورتوں کے باب میں کہا ہے اس نے اپنی شاعری میں صرف اپنے محبوب کی تعریفیں کیں۔ وہ اپنے قصائد میں مختلف جگہوں پر عورتوں پر روشنی ڈالی۔

ناجی اور علی محمود طہٰ کے یہاں ایک فرق یہ ہے کہ علی محمود طہٰ نے جب بھی کسی عورت کو دیکھا تو اس نے اس کا طواف کرنا شروع کر دیا۔ وہ عورتوں سے جنسی تعلقات قائم کرتا ہے۔ وہ اپنے قصیدہ "راکبۃ الوراجۃ" میں اپنے جنسی نقطۂ نظر کو پیش کیا ہے۔

ناجی نے عورتوں کو روحانی نقطۂ نظر سے دیکھا۔ اس نے انھیں ایک مقدس شے کے طور پر پیش کیا۔ اس نے عورتوں کی تعریف لطف اندوز ہونے کی غرض سے نہیں کی۔ جیسا کہ یہ بات اس کے قصیدہ "قلب راقصۃ" میں موجود ہے۔ یعنی ایک رقاصہ کی طرف جنسی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ ناجی انھیں مواقع پر نظر رکھتے ہوئے معذرتاً یہ اشعار کہے۔ (۲)

یا حرہا من عبرۃ سالت من فاتک العینین مکحول

۱۔ ایضاً ص ۸۱۔ ایضاً ۸/۴۰
۲۔ المجمع العلمی الہندی ۸/۴۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وعذابها من رعشة طالت ... وحنين مجهول لمجهول
افنيت عمرك فی تطلبه ... ويكاد يأكل روحك الملل
فاذا بأمس تعجبين به ... وتقول روحك: ما هو الأمل
اوجبت قلبك فی تقربه ... والقلب ان يخلص لعونه
فاذا احسست بان ظفرت به ... فازت به من ليس تفهمه (۱)

رقاصہ کی زندگی بالکل ختم ہوکررہ گئی۔ اسے جنسی خواہشات کا سامان تصور کیا جاتا ہے۔ اس کی جسم کی نمائش سے شروفساد جنم لیتے ہیں۔ مصریوں کو ان حرکات اسے بڑا قلق ہوا۔ اس صورت حال سے ہزاروں مصریوں کی واقفیت ہے لیکن وہ اس گھناؤنے افعال سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اس نے اس فعل کو دامن انسانیت پر بدنما داغ اور مصریوں کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ قرار دیا ہے یہ تمام چیزیں علی محمود طہ کے یہاں نہیں ملیں گی۔ اس نے عورتوں کو صرف جنسی نقطۂ نظر سے دیکھا۔ ایک دوسرے قصیدہ "نفرتقی الجدیدة" میں کہتا ہے۔ (۲)

فوالله ما فهمتك العقول ... لا فورك القاهره
فللشعر عين يراك بها ... بغير عيون الورى الناظره
يرى لك حسن الشعاع الجميل ... أغار على الظلمة الغامره
فجللك باسحر هزى الرنى ... وصيرها جنة زاهرة (۳)

---

(۱) وراء الغمام ۴۵۔ ص بحوالہ المجمع العلمی الہندی ۸/۴۳

(۲) المجمع العلمی الہندی ۸/۴۴

(۳) وراء الغمام ص ۱۵۰۔۱۵۱ بحوالہ المجمع العلمی الہندی ڈاکٹر مسیح احمد ۸/۴۴

© rasailojaraid.com

ابراہیم ناجی کے دواوین

اس کا پہلا دیوان "وراء الغمام" ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا۔ ادبی حلقے نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ شعراء و ادباء نے اسے شوق سے پڑھا۔ ہم عصر شعراء نے اس کے اسلوب کی اتباع کی۔ اس کے خیالات و نظریات کو اپنایا۔ اس دیوان میں ناجی نے اپنے احساسات کو نہایت اچھے انداز میں پیش کیا۔ اس کی زندگی کا ہر پل رنج و غم سے بھرا ہوا تھا۔ اس کی ساری زندگی کانٹوں کی سیج پر گذری۔ درج ذیل اشعار کے پڑھنے سے اس کی زندگی کی حقیقت نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔(۱)

رفرف القلب بجنبي كالذبيح ... وأنا أهتف : يا قلب اتئد
فيجيب الدمع والماضي الجريح ... لم عدنا ليت أنا لم نعد
لم عدنا أولم نطو الغرام ... وفرغنا من حنين وألم
ورضينا بسكون وسلام ... وانتهينا لفراغ كالعدم (۲)

یہ نغمہ آلام و مصائب سے پُر ہے۔ یہ چیز "وراء الغمام" کے تمام صفحات میں ... جائے گی۔ پورے دیوان میں دور دور تک شعاع امید کا پتہ نہیں ہے اس ... و مستقبل سے کبھی کوئی امید وابستہ نہیں کی۔ وہ ہمیشہ آلام و مصائب میں ... ۔ اپنی ذات سے کبھی انحراف نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ اپنے آلام و مصائب کو قصائد میں بیان کرتا رہا۔ اشعار ملاحظہ کریں۔

---

(۱) الادب العربي المعاصر في مصر ص ۱۵۷۔
(۲) مصطفى بدوي۔ مختارات من الشعر العربي الحديث۔ دار النهار۔ بيروت
لبنان ۱۹۶۹ء ص ۔ ۴۶

© rasailojaraid.com

ما تقول الامواج ما آلم الشمس　　فولت حزينة صفراء
تركتنا وخلف ليل شديد　　أيجو الظلمة الخرساء (۱)

اس کی زندگی شکوک و شبہات کی نذر ہو گئی۔ اس کے قصائد میں شکوک کے پہلو نمایاں ہیں۔ اس نے محبوب کی فرقت میں ویسے ہی آنسو بہائے جیسا کہ آرام و آسائش میں۔ اس کی زندگی کا دوسرا نام مصائب و شکوک ہے۔ عورتوں کو نظرِ عنایت سے دیکھنا اس کا شیوہ رہا۔ اور عورت اس کی نظر میں مظلوم اور پاکیزہ ٹھہری۔ جس کی نہایت حسین تصویر کشی "قلب راقصۃ" میں موجود ہے۔

تمضی وتجهل کیف اکبرها　　اذ تختفی فی حالک الظلم
روحا اذا اشتد يطهرها　　نار ان نار الصبر والالم (۲)

لیالی القاہرہ: ۱۹۴۴ء میں اس کا دوسرا دیوان "لیالی القاہرہ" منظر عام پر آیا۔ یہ نام فرانسیسی ادب سے مستعار ہے۔ اصلاً یہ "لیالی موسیہ" ہے۔ عشق و محبت اور رنج و غم کی ساری داستان اس دیوان میں آتی ہے۔ اس دیوان میں حسرت، یاس و قنوطیت اور محرومیوں کا ذکر کیا ہے۔ اس میں اس نے مصائب کے ساتھ اپنے محبت کے واقعات کا بھی ذکر کیا۔ ناجی اپنے قصیدہ "لقاء فی اللیل" میں کہتا ہے۔ (۳)

بالحظة ما کان اسعدها　　وهنائة ما کان اعظمها
مر المغرب فباعدت بینها　　وخلا الطريق فقربت فمها (۴)

---

(۱) الادب العربی المعاصر فی مصر۔ ۱۵۷
(۲) ایضاً ص۔ ۱۵۸
(۳) ایضاً ص۔ ۱۵۸
(۴) ایضاً ص۔ ۱۵۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

”اطلال“ اور ”السراب“ لیالی القاہرہ کے دو اہم قصیدے ہیں۔ اس میں اس نے دو عاشقوں کی داستان محبت بیان کی ہے، کہ عاشق کی ملاقات معشوق سے کس طرح ہوئی۔ وہ لوگوں کے خوف سے اپنی محبت کا پردہ فاش نہیں ہونے دیتا۔ عاشق کے دل پر رنج وغم چھایا رہا۔ ان تمام چیزوں کو اس نے ان دو بڑے قصیدوں میں پیش کیا ہے۔ ”اطلال“ میں ان دو عاشقوں کی داستان محبت ہے جن کے تعلقات خوب پروان چڑھے۔ اور عاشق و معشوق دونوں ہی کو دنیائے عشق بہت راس آئی۔ ناجی نے کیا خوب تصویر کشی کی ہے۔ وہ عاشق کی زبان کے حوالے سے کہتا ہے (۱)

ما قضينا ساعة في عرسه   وقضينا العمر في مأتمه

ما انتزاعي دمعة من عينه   واغتصابي بسمة من فمه

ليت شعري أين منه مهربي   أين يمضي هارب من دمه (۲)

رہا قصیدہ ”السراب“ تو اس میں ایک شکست خوردہ عاشق کی داستان ہے۔ یہ شکست گمان سے بالاتر ہے۔ جب کہ عاشق کے یہاں محبت و صداقت اور ساری چیزیں موجود ہیں۔ وہ اس فطری طریقہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس قصیدہ میں اپنی ناکامیوں، محرومیوں اور افسردگی کو بیان کرتا ہے۔ (۳)

هذي سماء مشتاء غير ممطرة   سوداء في جنبات النفس جرداء

حرساء وانية تحوجاء أودية   وليس تخدع ظني وهي خرساء

كيف تخدعني البيداء عافية   والسوافي على البيداء اغفاء

۱۔ ادب العربی المعاصر فی مصر ص ۱۵۸

۲۔ ایضاً ص۔ ۱۵۹

۳۔ ایضاً ص۔ ۱۵۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

" انت نار بیت ام صوت بخیل لی   فلی البیت بأنّات الوهم اضطر "(۱)

ان قصائد میں سب سے اہم قصیدہ " رسائل محترقۃ " ہے۔ جس میں وہ محبت کی وجہ سے اذیت برداشت کرتا ہے۔ یہ محبت اس کے اندر ہیجان برپا کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے اذیت و شرمندگی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے محبوب کے خطوط کو نذرِ آتش کر دیتا ہے۔

احرقتها و رصیت قالبی   فی صمیم ضرامها
وبکی الرماد الآدمی علی   رماد غرامها (۲)

الطائر الجریح

تیسرا دیوان " الطائر الجریح " جو ابراہیم ناجی کی وفات کے بعد شائع ہوا۔ یہ دیوان بھی دونوں پچھلے دیوانوں کی طرح ہے اس کے نام سے ہی عیاں ہے کہ شاید حوادث روزگار سے لپا اور اندر سے ٹوٹ پھوٹ چکا ہے۔ اپنے کرب و درد کو نہایت حسین پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ اس کا دل خوشیوں سے بیزار اور رنج و غم ہی اس کا نوشتہ تقدیر ہے۔ اس کی پوری زندگی طوفان کی نذر ہو گئی۔ اس کے اشعار میں رقت ہے۔ وہ زمین پر زخم خوردہ پرندے کی مانند پڑا ہوا ہے۔ کراہ، چیخ و پکار اور آنسوؤں کے سوا اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ وہ بے یار و مددگار ہے، دل سے نکلے ہوئے اشعار سے شعلے لپکتے ہیں۔ وہ قصیدہ "حب" میں گویا ہے۔ (۳)

---

(۱) ایضاً۔ ص۔ ۱۵۹

(۲) الادب العربی المعاصر فی مصر ص۔ ۱۵۹

(۳) ایضاً ص۔ ۱۶۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یا مقابر الجمام ولی ومن ظلمها اصبحت مجنون

با کی الغوار مشدد الامل وقف الزمان دبیابہ رولحے (۱)

اس نے اپنا ثالث محبت و خواب کو قرار دیا۔ لیکن اس ثالث نے اس کے ساتھ ناانصافی کا ثبوت دیا۔ اس کے حصہ میں محض وحشت و صحرانوردی آئی۔

"قصائد" "بقایا حلم" "ظلال الصحت" "ظلام" اور "الطائر الجریح" میں اپنی دھڑکنوں اور محبت کی سوزشوں کو بیان کیا۔ وہ اس کے شعلوں کی لپٹ میں جل رہا ہے۔ اپنے آخری قصیدہ میں کہتا ہے۔

الی امراء عشقت زما لی حائراً معذباً

فرائمتہ حائمۃ علی الجمال جالصبا

تعرضت فاحترقت اغنیۃ علی السوما

تناثرت وبعثرت وصارھا ریح الصبا (۲)

قصیدے کا عنوان "The Rough the crowd" تھا جو اپولو رسالہ (شمارہ دسمبر ۱۹۳۲ء) میں شائع ہوا۔

ڈرامائی ادب کو ترقی دینے میں پیش پیش رہا۔ دیستویفسکی کے ایک قومی ڈرامے کو "Feder Dostooky" "الجریحۃ والعقاب" کے نام سے ترجمہ کیا۔

(۱۹۲۱ سے ۱۹۸۱) ایسے ہی اٹلین ڈرامہ کو "الموت فی اجازۃ" کے نام سے ترجمہ کیا۔

اس کی ایک کتاب کا نام "رسالۃ الحیاۃ" ہے جو ادب، نفس، عقل، ثقافت اور نقد و شباب جیسے موضوعات پر مشتمل ہے۔ افسانے بھی لکھے۔ شکسپیر اور دوسروں کی نظموں کا ترجمہ بھی کیا ہے۔

فرانسیس شاعرہ بور بیر" پر بھی اس نے کام کیا تھا جو اس کے انتقال کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعد شعر عام پر آیا۔ اس کے کئی قصائد کے ترجمے بھی کئے۔ جو "ازہار الشعر" میں شامل ہیں (۳)

---

(۱) ایضاً ص: ۱۶۰

(۲) الادب العربی المعاصر فی مصر ص۔ ۱۶۰

(۳) الادب - عبدالوہاب المسیری - لبنان سنہ ۱۹۶۰ء ۱۱ / ۵۱ نیز دیکھیے اعلام النثر والشعر فی العربی الحدیث ج - ۳ / ۱۱۰

(ختم شد)

© rasailojaraid.com